DEPARTMENT OF PERSIAN

PATNA UNIVERSITY, PATNA

E CONTENT FOR M. A. PERSIAN, SEM II

TOPICS:

1. NIZAMUL MULK TUSI 'S LIFE AND WORKS

2. SIYASATNAMEH : LITERARY IMPORTANCE

3. QABUS NAMEH AND ITS WRITER

4. TRANSLATION OF FIRST CHAPTER OF QABUS NAMEH

5. TRANSLATION OF FIFTH CHAPTER OF QABUS NAMEH

6. SANA E MAANAWI

7. SANA E LAFZI

by

Dr. Md. Sadique Hussain

Associate Professor & Head

Department of Persian

Ptana University

mobile No. 9234261575

email: hodper@patnauniversity.ac.in

Lesson - 1

خواجہ نظام الملک طوسی: احوال وآثار

نظام الملک طوسی گیارہویں صدی عیسوی کے ایک مشہور سیاستداں، مدبر اور مصنف گذرے ہیں ۔ انکا نام خواجہ بزرگ قوام الدین ابوعلی حسن بن علی ہے اور لقب نظام الملک ہے۔ان کے والد خواجہ ابوالحسن علی بن اسحاق تھے۔

نظام الملک طوس کے ایک گاؤں میں ۵/ذی قعدہ ۴۰۸ھ / ۱۰ اپریل ۱۰۱۸ء میں پیدا ہوئے۔اُن کے آباء واجداد بیہق سبزوار کے رہنے تھے اور وہ بیہق کے زمینداروں میں تھے۔ان کے والد سوری بن المعتز عمید کی ملازمت میں داخل ہوئے جو سلطان محمود کی طرف سے حاکم خراسان تھا۔ یہاں رہ کر انھوں نے اتنی ترقی کی کہ انھیں طوس کے حکومتی اور مالی ادارہ سے جوڑا گیا۔اسی زمانہ میں خواجہ نظام الملک نے اس دنیا میں آنکھ کھولی اور اسی نسبت سے طوسی کہلائے۔

رشید الدین فضل اللہ اپنی تصنیف جامع التواریخ میں نظام الملک کی زندگی کے متعلق لکھتے ہیں کہ نظام الملک، حسن صباح اور عمر خیام نیشاپوری تینوں خواجہ امام موفق کے مکتب میں ہم سبق تھے۔تینوں میں بڑی دوستی تھی۔خواجہ موفق کے متعلق مشہور تھا کہ ان کے شاگرد ہمیشہ بلند عہدوں اور منصبوں پر فائز ہوتے ہیں۔ایک روز تینوں نے آپس عہد و پیمان کیا کہ ہم میں سے جو کوئی کسی ممتاز اور اعلیٰ عہدہ پر پہنچ جائے اپنے باقی دونوں ساتھیوں کی بھی مدد کرے اور انھیں شاہی دربار میں ملازمت دلائیگا۔اتفاق سے نظام الملک وزارت کی کرسی پر فائز ہوئے۔ عمر خیام ان سے ملا بچپن کا وعدہ یاد دلایا۔ خواجہ نے تسلیم کیا اور خیام کو نیشاپور کی حکومت پیش کی۔عمر خیام فلسفی تھا، سلطنت کی الجھنوں میں اس کا کیا کام تھا۔ حکومت لینے سے معذرت کی۔ نظام الملک نے اس کے نام ایک ہزار دینار سالانہ کا وظیفہ مقرر کردیا۔حسن صباح کو رے یا اصفہان کی حکومت پیش کی لیکن اس نے حکومت قبول کرنے سے اس لیے انکار کیا کہ اسے شاہی دربار میں معزز عہدہ دلایا

جائے۔ جب حسن صباح اپنے مقصد میں کامیاب ہوگیا تو اس نے نظام الملک کی جڑیں کاٹنی شروع کیں اس امید پر کہ اسے وزارت عظمیٰ کا عہدہ حاصل ہو جائے ۔لیکن وہ اپنی کوششوں میں وہ ناکام رہا اور ذلیل ہوا۔

خواجہ نظام الملک کا کارنامہ

علمی و ادبی:

خواجہ نظام الملک کو عربی اور فارسی دونوں زبانوں پر پوری دسترس حاصل تھی ۔ اخبار رسول اور تفسیر قرآن مجید پر تبحر حاصل تھا۔ شافعی مسلک کے پیرو تھے۔ علماء وفضلاء کی خدمت سے انھیں دلچسپی تھی ۔ علوم کی نشر و اشاعت میں بڑے سرگرم کار رہتے تھے۔ پہلے خاص نیشاپور میں انھوں نے ایک مدرسہ قائم کیا۔اس چشمہ فیض سے ایک عالم اپنی علمی پیاس بجھاتا رہا رفتہ رفتہ انھوں نے تمام سلجوقی حکومت میں مکاتب ومدارس کھول دیئے۔ان میں سے مرو، ہرات بلخ، اصفہان وغیرہ علم وہنر کے مرجع تھے اور یہ سب مدرسہ نظامیہ کہلاتے تھے۔

وزیر اعظم بنتے ہی خواجہ نظام الملک نے ۴۵۷ھ میں نظامیہ بغداد کی بنیاد ڈالی۔ تعمیر مدرسہ دو ڈھائی برسوں میں تکمیل کو پہنچی تو ۴۵۹ھ میں مراسم افتتاح عمل میں آئے۔ علامہ ابواسحٰق شیرازی اس جامع العلوم کے مدرس اعلیٰ مقرر کیئے گئے۔ان کے بعد امام ابو حامد محمد الغزالی، ابن الخطیب تبریزی وغیرہم نے مسند نظامیہ کو عزت اور رونق بخشی۔ دوسو برس تک اس منصب جلیلہ پر باکمال نامور ہستیاں مقرر ہوتی رہی ہیں جو اپنے زمانہ میں یکتائے فن اور یگانہ عصر مانے جاتے تھے۔ ان تمام مدارس اور مکاتب پر کروڑوں روپیہ خزانۂ شاہی سے صرف ہوتا تھا۔شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی اسی نظامیہ مدرسہ کے طالب علم تھے۔حملہ مغول کے بعد اس مدرسہ کی شان وعظمت ختم ہوگئی۔

نظام الملک کی اہم ادبی خدمت سیاست نامہ کی تصنیف ہے۔ سیاست نامہ پچاس

ابواب پر مشتمل ہے۔نظام الملک نے سیاست نامہ کی سات فصلیں بدعقیدہ لوگوں کوتہدید میں لکھی ہیں۔خصوصیت سے ان میں اسمٰعیلی اور باطنی فرقہ کے لوگوں کو ہدف ملامت بنایا ہے ۔ مصنف نہایت سختی سے یہودیوں مسیحیوں، گبرا آتش پرستوں، اور قرمطیوں کی شکایت کرتا ہے جنھیں حکومت نے اپنے عملہ میں رکھا ہے۔فارسی ادب میں انکی یہ تصنیف شاہکار کی حیثیت رکھتی ہے۔

نظام الملک کی سیاسی زندگی:

سلجوقیوں کے مدمقابل فاطمی خلیفہ المستنصر باللہ پورے جاہ وجلال کے ساتھ مصر پر فرمانروائی کا پرچم لہرارہا تھا ۔مصر کے سوا شام اور شمالی افریقہ کا ایک بڑا حصہ اس کے مقبوضات میں شامل تھا۔فاطمیین مصر اسمٰعیلی تھے اور خلفاء عباسی کے سخت مخالف، ان کا اثر ونفوذ اپنی حدود مملکت سے باہر پورے ایران پر چھایا ہوا تھا۔ اسمٰعیلی داعی پورے جوش اور انہماک سے عالم اسلام میں لوگوں کو اسمٰعیلی عقائد کا پیرو بنا کر اپنی طاقت کو بڑھا نے میں مصروف تھے۔ناصر خسرو اور حسن صباح نے ایک نئے اسمٰعیلی فرقہ کی داغ بیل ڈالی، اور پھر حشیشین کی جماعت پیدا کر کے قتل وغارت گری کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع کیا۔جس کسی نے ان کے خلاف کچھ کہا یا لکھا اس کی جان لینے کے درپے ہو جاتے تھے۔ بڑے بڑے بادشاہ، وزرا اور علماء زہاد اور عابد ان کی تیغ بے نیام سے نہ بچ سکے۔دنیا ان کے نام سے کانپتی تھی۔لوگوں کا ایک دوسرے سے اعتماد اُٹھ چکا تھا۔ اور غزنوی حکومت کی دیواریں متزلزل تھیں۔ان کی حکومت میں بدنظمی کا دور دورہ تھا۔

اسلامی مما لک میں مرکزیت ختم ہو چکی تھی۔ عباسی خلفاء کے اقتدار کو خاندان بو یہ نے خاک میں ملا دیا تھا۔ ان حالات میں سلجوقی حکومت وجود میں آئی اور ان کی خوش قسمتی سے انھیں ایک ایسا مدبر اور قابل وزیر نصیب ہوا جس کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی۔ وہ کوئی اور نہیں نظام الملک طوسی تھے۔نظام الملک نہایت ذکی ،فہیم اور صائب الرائے تھے۔انھوں نے تمام عرصۂ ملازمت میں فتنوں سے ملک کو پاک رکھا۔اسماعیلی فتنہ ان کے

زمانہ میں پورے عروج پر تھا۔ اس کو پوری شدت سے دبایا۔ ملکی سرحدوں کا انتظام وانصرام نہایت ہوشیاری سے کرتے رہے ۔ بازنطینی شہنشاہ کوشکست دی اور وہ گرفتار ہوا۔ جب تک وہ وزارت پر قائم ہے دشمنوں کو سر اُٹھانے کا موقع نہ ملا۔ سلطان الپ ارسلان اور سلطان ملک شاہ کے جاہ وحشم اور ملک ودولت کو ترقی دینے میں نظام الملک کا زبردست حصہ ہے اور یہ حقیقت ہے کہ نظام الملک کے زوال کے بعد سلجوقی حکومت کچھ زیادہ عرصہ نہ ٹھہر سکی۔

نظام الملک کی زندگی کے آخری ایام :

خواجہ نظام الملک کی عمر قریباً ۸۰ سال کی ہو چکی تھی اور وہ شہرت وعظمت کے بلند ترین مراتب پر پہنچ چکے تھے۔ان کو اچانک اس آخری عمر میں معزولی کا صدمہ برداشت کرنا پڑا۔شاہی رشک وحسد کی آگ کو دراندازوں نے ہوا دی۔ ماتحت وزرا حریف بن گئے۔ وہ خواجہ کو اپنی ترقی میں رکاوٹ سمجھتے تھے اور انھیں اپنے منصب سے گرانے کے لیے کوئی موقعہ ہاتھ سے جانے نہ دیتے تھے۔ ان سب پر سلطان ملک شاہ کی محبوب بیوی ترکان خاتون دشمنی میں فوقیت لے گئی تھی۔ وہ چاہتی تھی کہ اس کا لڑکا ولی عہد بن جائے۔ خواجہ چاہتے تھے کہ سلطان کا بڑا لڑکا ولی عہد قرار پائے۔ خواجہ کے کئی لڑکے اور رشتہ دار سلطنت کے ممتاز عہدوں پر چھائے ہوئے تھے اور دشمنوں کی آنکھوں میں کھٹکتے تھے۔ خواجہ نظام الملک کے ایک لڑکے اور شمس الملک عثمان اور حاکم مرد کے درمیان نزاع اُٹھ کھڑی ہوئی۔مرو کے حاکم نے شمس الملک کے استبداد کی بادشاہ سے شکایت کی اور دادخواہی کی درخواست کی، بادشاہ اس واقعہ کو سن کر غضب آلود ہوا اور خواجہ کے ماتحت دووزیروں کو جو خواجہ کے مخالف تھے خواجہ کے پاس پیغام دے کر کہلا بھیجا کہ اگر تم میرے تابع فرمان ہو تو اپنے بیٹوں اور ماتحتوں کو قابو میں کیوں نہیں رکھتے، اور اپنی حقیقت پر کیوں غور نہیں کرتے اگر تم چاہتے ہو تو تم سے قلمدان وزارت لے لیا جائے۔ نظام الملک اس پیغام سے رنجیدہ خاطر ہوئے اور بادشاہ کا یہ گستاخانہ جواب ناگوار گذرا۔

کشیدگی بڑھتی گئی۔ بادشاہ نے انکی وزارت میں تبدیل کردی اور انکی جگہ کی ابوالغنائم تاج الملک وزیراعظم مقرر ہوا۔

''چہار مقالہ'' میں خواجہ نظام الملک کی موت کے بارے میں نظامی عروضی سمرقندی نے ایک حکایت لکھی ہے جس کا ماحصل یہ ہے کہ خواجہ بزرگ نظام الملک طوسی کی خدمت میں منجموں کے طبقہ سے ایک حکیم موصلی تھا جس سے خواجہ اپنی مہمات کے متعلق مشورہ لیا کرتے تھے۔ استعفا پیش کر کے وہ نیشاپور چلا گیا مگر ہر سال وہ خواجہ کے پاس تقویم اور تحویل بھیجا کرتا تھا۔ خواجہ نے اس سے اپنی موت کے بارے میں دریافت کیا۔ حکیم موصلی نے جواب میں لکھ بھیجا کہ میرے مرنے کے چھ ماہ بعد اور حسب معمول وہ تقویم بھیجتا رہا۔ ۴۸۵ھ میں نیشاپور سے ایک شخص آیا خواجہ نے اس سے حکیم موصلی کی خیریت پوچھی۔ معلوم ہوا کہ وہ ماہ ربیع الاول کے نصف میں فوت ہو گیا۔ خواجہ ملول ہوئے سفر آخرت کی تیاری میں مشغول ہو گئے۔ اوقاف درست کئے، وصیت نامہ لکھا، غلام آزاد کئے، قرضے ادا کئے۔ دشمنوں سے معافی چاہی اور اپنی موت کا انتظار کرنے لگے۔ اور پورے چھ ماہ بعد ماہ رمضان میں فرقہ باطنیہ کے ایک فدائی نے انکو قتل کر دیا۔ آخرکار انھوں نے ۱۰ رمضان المبارک ۴۸۵ ہجری / ۱۴/ اکتوبر ۱۰۹۲ء کو جام شہادت نوش فرمایا۔

☆☆☆

Lesson - 2

سیاست نامہ کا ادبی جائزہ:

فارسی ادب کی شاہکار تصانیف میں سیاست نامہ ایک اہم تصنیف ہے۔اس کے مصنف مشہور سیاستداں خواجہ نظام الملک طوسی ہیں ۔ اگر چہ یہ کتاب'' سیاست نامہ'' کے نام سے زیادہ مشہور ہے لیکن اس کا اصل نام ''سیر الملوک'' ہے جو پچاس ابواب پر مشتمل ہے۔خواجہ نظام الملک نے سلطان ملک شاہ کی فرمائش اسکی تالیف کی۔ملک شاہ نے اپنی حکومت کے آخری دور میں اپنے چند وزرا سے فرمایش کی کہ ملکی سیاست کے طور طریق اور امور دینی ودنیاوی کی تدابیر سے متعلق ایک ایسی کتاب تالیف کریں جسے وہ اپنی حکومت کی سیاسی، اجتماعی اور مذہبی زندگی کا آئین بنائے۔ ہر ایک وزیر نے اس جیسے اہم اور دقیق فن پر خامہ فرسائی کی۔ ان سب میں سے بادشاہ نے خواجہ نظام الملک کی تصنیف پسند کی اور اسے عام کرنے کا حکم صادر کیا۔انھیں ایام میں سلطان ملک شاہ کو بغداد کا سفر درپیش ہوا، بادشاہ نے خواجہ کو اپنی معیت میں لیا اور عازم سفر ہوا۔ بغداد جانے سے قبل نظام الملک نے سیاست نامہ کے اجزاء شاہی دربار کے خاص خوشنویس محمد مغربی کے حوالہ کر کے حکم دیا کہ انھیں نہایت خوشخط لکھ کر بادشاہ کی خدمت میں پیش کرے۔ یہ کام ۴۸۵ھ / ۱۰۹۲ء میں خواجہ کے قتل سے تھوڑا عرصہ قبل تکمیل کو پہنچا، کتاب کے خاتمہ پر خواجہ لکھتے ہیں:

''اینست کتاب سیر الملوک کہ نبشہ آمد وخداوند بندہ را فرمودہ بود...... در خمس وثمانین وار بعمایۃ کہ بسوی بغداد خواستیم رفت بنویسند وکتابھای خاص محمد مغربی ناسخ وادم وفرمودم تا بخط روشن بنویسد۔''

سیاست نامہ کی تصنیف سلاست انشاء جزالت عبارت، تنوع موضوع اور مطالب کی وضاحت کے اعتبار سے فارسی زبان کی نثری کتابوں میں اپنی نظیر رکھتی ہے جس کی مثال مشرقی ممالک میں نفی کے برابر ہے کہ حکومت کے انداز فکر پر حاوی ہے، انداز بیان

اس کا دلچسپ ، سادہ اور غیر مرصع ہے، بلاغت میں تصنع کو دخل نہیں۔خصوصاً اس دور کو دیکھتے ہوئے جس میں مقفیٰ اور مسجع عبارت آرائی ایک ہنر سمجھی جاتی تھی۔اس کا طرز سب سے علیٰحدہ ہے یہ ایک ایسی کتاب ہےجس کے متعلق خواجہ نے اپنے خیالات کی ترجمانی یوں کی ہے۔

''ہم پنداست وہم حکمت وہم مثل است وہم تفسیر قرآن وہم اخبار پیغمبر قصص انبیاو سیر و حکایات پادشاہان عادل از گذشتگان خبر است و از ماندگان سمراست وبا این ہمہ درازی مختصراست وشایستہ پادشاہ دادگراست۔''

خواجہ نے اپنی اس تالیف میں گونا گوں قطعات خواہ وہ مختصر یا طویل ہو دیگر منابع سے رجوع کیا ہے جیسا کہ قبل ہم نے دیکھا کہ وہ اس کا اعتراف بھی کرتے ہیں۔سیاست نامہ میں پند و اندرز اور نصائح کو بھی مصنف نے جگہ دی ہے۔اس کتاب کے تمام ابواب چند پند آمیز عبارت سے شروع ہوتے ہیں۔خواجہ نے قرآنی آیات، احادیث پیغمبران، اقوال بزرگان و مشاہیر کو مختصر طور پر بیان کیا ہے۔جو دو تین سطروں سے زیادہ تجاوز نہیں کرتا ہے۔سیاست نامہ میں جو حکایتیں بیان کی گئی ہیں اسمیں چند بہت مختصر اور چند بہت طویل ہیں۔اس کتاب کی دوسری بڑی خصوصیت یہ ہے کہ مولف اپنے زمانے کے واقعات کو بھی نقل کیا ہے۔پوری کتاب میں چار حکایتیں ایسی ہیں جو نظام الملک کے زمانہ سے تعلق رکھتی ہیں۔

خواجہ تاریخی واقعات کو سیاست نامہ میں پیش کیا ہے۔ فصل ۴۴ سے ۴۷ تک ایسے ہی واقعات پر مبنی ہے۔لیکن اس میں چند کو تاریخی نہیں بلکہ افسانوی کہا جا سکتا ہے۔جیسے کہ انہوں نے فصل ۴۴ میں خروج مزدک کے بارے میں بیان کیا ہے جو افسانوی واقعہ ہے۔اگر چہ خواجہ نے اس کتاب کی انشاء میں فصاحت و بلاغت کی ہنر نمائی کو درجۂ کمال تک پہنچا دیا ہے لیکن تاریخی مسائل کے احاطہ کرنے میں ان سے بعض فروگذاشتیں بھی ہوئی ہیں۔ تاریخی واقعات کی غلطیاں بھی دیکھنے میں آتی ہیں۔مختصر یہ کہ سیاست نامہ ادبی، سیاسی اور فرہنگی اعتبار سے فارسی کی ایک شاہکار تصنیف ہے۔

☆☆☆

Lesson - 3.

امیر عنصر المعالی کیکاؤس اور قابوس نامہ

امیر عنصر المعالی کیکاؤس بن اسکندر بن قابوس بن وشمگیر بن زیار آل زیار کا ساتواں فرمانروا گذرا ہے۔ ان کے والد اسکندر کی شمال ایران، گرگان، طبرستان، گیلان اور رے پر حکومت تھی۔خود کیکاؤس نے ۴۴۱ ہجری سے ۴۶۲ ہجری تک طبرستان کے کوہستانی علاقوں میں فرمانروائی کی۔حالانکہ انکی کی فرمانروائی اور زندگی کے بارے میں جو کچھ لکھا گیا ہے وہ بہت ہی کم ہے۔مورخین نے اپنی تصنیفات کے اندر اس بادشاہ کے سلسلے میں اس کے نام اس کی مدت سلطنت اور اس کی کتاب قابوسنامہ کے علاوہ کچھ اور نہیں لکھا ہے۔اور اس کی زندگی سے متعلق مفصل معلومات کے لیے خود اس کی کتاب قابوسنامہ سے بہتر کوئی سند نہیں ہوسکتی۔

قابوسنامہ کے حوالے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ امیر نے اپنی زندگی کا ایک حصہ غزنویوں کے ساتھ جنگ کرنے میں ہندوستان اور شدادیوں کے ساتھ صف آرائی میں روم کے اندر گذارا اور منصب فرمانروائی پر پہونچنے سے قبل آٹھ سال تک سلطان مودود کی ندیمی کی۔لیکن پچاس سال کی عمر میں وہ شراب خواری سے تائب ہوا۔ وہ جوانی سے بڑھاپے تک اپنی مدت عمر میں تحصیل فضل و دانش اور کسب علم و ہنر میں مشغول رہے۔ جوانی کے عالم میں عیش وعشرت، خوش گذارنی و ہوس زانی کے باوصف اپنے نفس اور عقل کی تربیت سے غافل نہ رہا۔قابوسنامہ کے چوالیس ابواب کے مطالعہ جن میں مختلف اقسام کے علوم وفنون اور گونا گوں اعمال واشقال کی کیفیات ان کے مفاد ومضار اور ان کی تحصیل کے آداب وشرائط سے بحث کی گئی ہے۔امیر کیکاؤس کے علم وفضل، وسعت ومعلومات وتجربات کا اندازہ کر کے حیرت ہوتی ہے کہ اس کا سینہ گنجینۂ علوم ومعارف تھا اور وہ اپنے عہد کے مروجہ تمام علوم وفنون سے اچھی واقفیت رکھتا تھا۔

پچاس سال کے بعد اس پر زہد وتقویٰ کا غلبہ ہوا جیسا کہ خود اس کتاب کے مختلف

فصول کے مطالعہ سے آشکار ہے۔امیر کیکاؤس بلند پایہ ادیب ہونے کے ساتھ شاعر بھی تھا۔لیکن ادیب کی حیثیت سے اس کا مقام بہت بلند ہے اس کے برعکس اس کی شاعرانہ حیثیت نسبتاً پست ہے۔اس کی نثر کے مقابلہ میں اس کے اشعار ڈھیلے ڈھالے اور سست نظر آتے ہیں۔اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ کیکاؤس میں ویسی شاعرانہ قدرت نہ تھی۔اس کی طبیعت میں وہ روانی اور جودتجو کسی شاعر کے لیے ضروری ہے، مفقود تھی اور وہ بتکلف شعر کہتا تھا۔

قابوس نامہ کے مقدمہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ کیکاؤس نے اپنی زندگی کے ہنری ایام میں اپنے بیٹے گیلان شاہ کو امور مملکت داری فن معاشرت اور آداب واصول زندگی کی تعلیم دینے کی غرض سے یہ کتاب لکھی ہے۔دائرۃ المعارف اسلامی کی روایت کے مطابق بھی امیر عنصر المعالی کیکاؤس کی موت کا سال ۴۶۲ھ،ق/۱۰۶۹ام قرار پاتا ہے۔

قابوس نامہ

قابوس نامہ کا شمار فارسی ادب کی شاہکار تصانیف میں ہوتا ہے۔قابوس نامہ پانچویں صدی ہجری کی ایک اہم تصنیف ہے جسے عنصر المعالی نے ۴۷۵ ہجری قمری میں تالیف کی ۔ یہ کتاب ایک مقدمہ اور۴۴ ابواب پر مشتمل ہے اور ہر باب ایک الگ مستقل موضوع پر لکھا گیا ہے۔اس طرح یہ کتاب مختلف موضوعات پر محیط ہے۔مولف نے یہ کتاب اپنے بیٹے گیلان شاہ کی تربیت ، رسوم لشکر کشی ،مملکت داری ، سماجی آداب اور متداول دانش اور فنون کی آگاہی کے لئے لکھا تھا اور اس کے ساتھ ساتھ اپنے بیٹے کے دین ودنیا کی سعادتوں سے بہرور ہونے کے سلسلے میں رہنمائی کے لیے لکھی تھی۔ اسی لیے مولف نے اس کے اندر اس عہد کے مطابق دین ودنیا کے لیے مختلف موضوعات کو اس کے اندر سمیٹ

لینے کی کوشش کی ہے جس کا نتیجہ ہے کہ یہ کتاب ماقبل عہد مغول کی اسلامی تہذیب وتمدن کا بہترین مجموعہ ہے۔ اس کے موضوعات ومباحث سے مؤلف کی وسعت معلومات وتجربات اور انواع علوم وفنون سے اس کی اچھی خاصی واقفیت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ قابوس نامہ اس عہد کے سیاسی ، سماجی ، اقتصادی ، معاشرتی ، علمی ، ادبی اور دینی خدمات ساتھ ساتھ اس عہد کے ادبی اسلوب کی غمازی کرتی ہے۔

ادیب اور فنکار اپنے خیالات کو ادا کرنے کے لیے الفاظ وکلمات کا سہارا لیتا ہے لیکن ادائے مطلب کے لیے الفاظ وکلمات کے استعمال وانتخاب میں اپنے عہد کے مروجہ علوم وفنون کے ساتھ ساتھ استعارات وتشبیہات سے استفادہ کرنے کے لیے ایک مخصوص سلیقہ اختیار کرتا ہے جس سے اس ادیب کی ایک اپنی مخصوص روش ہوتی ہے اسی مخصوص روش کو ہم سبک یا اسلوب کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ عنصر المعالی نے بھی اسی روش کو اختیار کیا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ قابوس نامہ کا اسلوب پانچویں صدی ہجری کی فارسی نثر نگاری کا بہترین ممتاز نمونہ ہے۔ متانت واستحکام ، سلاست وروانی ، زبان وبیان کی سادگی اور صفائی کے اعتبار سے قابوس نامہ اپنے عہد کی انشا پردازی کی بہترین مثال ہے۔ مولف نے اختصار کے ساتھ ضروری مطالب کو پیش کرنے کی سعی کی ہے اور حتی المقدور مترادف الفاظ وجملات ، مسجع اور مقفی عبارات ، اور دوسری تمام لفظی اور معنوی تصنعات وتکلفات سے اپنی کتاب کو پاک رکھنے کی کوشش کی ہے البتہ اپنے افکار وخیالات اور مطالب ومفاہیم کے اظہار کے سلسلے میں آیات قرآنی ، احادیث نبوی ، امثال وحکایات ، شعر وحکمت ، عربی ودیگر زبان وادبیات کی تشبیہات واستعارات سے خوب خوب استفادے کیا ہے۔ کیکاؤس کے طرز نگارش کی بنیاد خود اس کے اپنے وضع کردہ اصولوں پر ہے چنانچہ وہ اپنی کتاب کے ۳۹ ویں باب میں لکھتا ہے۔

''اگر دبیر باشی باید بر سخن قادر باشی وخط نیکو داری وتجاوز کردن در عبارت بعادت

ندارى وبسيار نوشتن عادت كهنى تا ماهر شوى............ونامه خويش را باستعارات وامثال وآيتهاى قرآن واخبار نبوى آراسته وار............اما هر سخن كه گوئى عالى ومستعار وشيرين ومختصر گويى۔“

چونکہ قابوس نامہ پانچویں صدی ہجری کی تصنیف ہے لہذا اس میں کہیں کہیں متروک اور نادر الفاظ کا بھی استعمال کیے گئے ہیں لیکن یہ الفاظ آج اگر چہ متروک ہو گئے ہیں لیکن مولف کے زمانے میں متروک نہیں تھے۔ قابوس نامہ میں موقع اور محل کی مناسبت سے بعض جگہوں پر فارسی اور عربی اشعار بھی لکھے ہیں جن کی مجموعی تعداد ۴۸ ہے ان میں سے ایک عربی کا شعر ہے۔ گیارہ اشعار گمنام شاعروں کے میں پانچ اشعار مختلف مشہور شاعروں کے میں یعنی دو ابوشکور بلخی کے اور ایک ایک شعر عسجدی اور فرخی گرگانی کے باقی ۱۳۱ اشعار خود مولف کے ہیں۔

مؤلف قابوس نامہ نے بیشتر ابواب کے اندر اپنے مضامین ومطالب کی مناسبت سے ایک دو یا چند حکایتیں نقل کی ہیں جو اپنی جگہ معلوماتی بھی ہیں بھی ہیں اور سبق آموز بھی۔ ان حکائیوں میں سے بعض گمنام اشخاص وافراد کی ہیں۔ بعض خود مولف کی اور باقی دوسرے معروف افراد واشخاص کی ہیں۔

قابوس نامہ کے اسلوب نگارش پر عربی زبان وادبیات کے انداز بیان اور اسلوب نگارش کا گہرا اثر نہیں پایا جاتا ہے۔ قابوس نامہ کے مصنف نے ادبیات عرب سے کچھ زیادہ اقتباس واستفادہ کی کوشش نہیں کی ہے۔ بلکہ اس کے برعکس اس نے خالص فارسی زبان میں اپنی باتوں کو پیش کرنے کی سعی کی ہے۔ چناچہ جس کا نتیجہ ہے کہ یہ کتاب فارسی نثر کی بہترین مثال ہے۔ قابوس نامہ نہ صرف فارسی ادب میں ممتاز مقام رکھتی ہے بلکہ عالمی ادب نے استفادہ کیا ہے۔ آج بھی اسکی اہمیت اپنی جگہ مسلم ہے۔

☆☆☆

Lesson - 4

فصل اول

درشناختن ایزد تبارک وتعالیٰ

مشکل الفاظ کے معانی:

بودنی ۔وجود ، نابودنی ۔غیروجود ، آفریدگار ۔پیدا کرنے والا، شناسندہ ۔ پہچاننے والا ، منقوش۔جس چیز پرنقاشی کی گئی ہو، سازندہ۔بنانے والا ، آلا ۔ بخشش ، نعمائی ۔نعمت ،اندیشہ کردن ۔سوچنا ، الوہیت ۔خدائی ، ربوبیت ۔ پروردگاری ، مبسوطات۔مبسوط کی جمع ، فراخ چیز ، اتصال ۔ملنا ، فرع ۔شاخ ، ہیولی ۔شکل ، عنصر۔جزواصلی

ترجمہ :

اے لڑکے تم جان لوکہ موجودومعدوم اورممکن الوجود چیزوں میں سے کوئی چیزنہیں ہے جولوگوں سے جیسی کہ وہ ہے، پہچانی نہ گئی ہو۔لیکن توخدائے تعالیٰ کی پہچان سے عاجز ہے اس لیے کہ اس کے اندر پہنچان کے لیے کوئی راہ نہیں ہے۔اوراس کے علاوہ تمام چیزیں پہچانی جاچکی ہیں۔تم خدا کے پہچاننے والے تب بنوگے کہ خودتم ناشناس ہوجاؤ، پہچانی جانے والی چیزوں کی حیثیت منقوش (جس چیز پرنقش کیا جائے) کی ہوتی ہے اور

پہچاننے والا نقاش (نقش بنانے والا) ہوتا ہے اور جب تک کسی چیز کے اندر نقش کو قبول کرنے کی صلاحیت نہ ہو کوئی نقاش اس کے اوپر نقش نہیں کر سکتا ہے۔ دیکھتے نہیں کہ موم جو پتھر کے مقابلے میں زیادہ نقش قبول کرنے والا ہے تو اس سے مہر بناتے ہیں لیکن پتھر سے نہیں بناتے۔ اس طرح ہر چیز کے اندر جو پہچانی جانے والی ہے، پہچان کو قبول کرنے کی استعداد و صلاحیت ہے لیکن خدا شناخت کو قبول کرنے والا نہیں ہے تم خدا کا تصور کر کے خود اپنے اندر دیکھو، خدا کے اندر مت دیکھو، مصنوع کو دیکھو اور صانع کو پہچان لو اور خیال رکھو کہ مصنوعات کی طرف تمہاری توجہ کہیں تجھے خود خدا کی پہچان کی راہ سے دور نہ کر دے۔ کیوں کہ تمام تر نیرنگیاں زمانے کی طرف سے ہیں۔ اور زمانہ گذرنے والا ہے اور ہر گذرنے والے کے لیے ابتداء اور انتہا ہوا کرتی ہے اور اس دنیا کو جو نظم وضبط کی بندشوں میں جکڑا ہوا دیکھتے ہو نظم و ترتیب کی ان بندشوں کو عبث اور بیکار مت سمجھو اور یقین جانو کہ نظم وضبط کے یہ سلسلے ایک روز درہم برہم ہو جائیں گے اور خدا کی نعمتوں اور اس کی بخششوں میں غور و فکر کرو اور خود خدا کے بارے میں مت سوچو اس لیے کہ سب سے زیادہ بھٹکا ہوا آدمی وہ ہے جو ایسی جگہ میں راہ ڈھونڈھے جہاں راستہ نہ ہو۔ جیسا کہ پیغمبر ﷺ نے فرمایا خدا کی نعمتوں کے بارے میں فکر کرو اس کی ذات کے بارے میں غور و فکر نہ کرو۔ اگر اللہ تعالیٰ نے صاحب شریعت (یعنی محمد ﷺ) کی زبان میں خدا کو پہچاننے کی گستاخی کی اجازت نہ دی ہوتی تو ہرگز کسی کو اس کی جرأت نہ ہوتی کہ خدا کو پہچاننے کے سلسلے میں باتیں کرتا۔ تم خدا کو جس نام اور جس صفت کے ساتھ پکارو اسے اپنے عجز و بیچارگی کا نتیجہ

جانو۔اس کی ربوبیت اورالوہیت کے شایان شان مت سمجھواس لیے کہ خدا کی تم اس کے شایان شان تعریف نہیں کر سکتے پس جب تم اس کی شایان شان تعریف نہیں کر سکتے تو اس کو کیسے پہچان سکتے ہو۔اگرتم توحید کی حقیقت معلوم کرنا چاہتے ہوتو جان لوکہ ہر چیز جو مجاز ہے خدا کے بارے میں عین حقیقت ہےاور جس نے بھی اسکی توحید کی حقیقی معنی کو جان لیاوہ شرک سے پاک ہوگیا۔خدائے عزوجل حقیقت میں ایک ہے۔اور باقی تمام دو ہیں ۔چاہے وہ صفت میں دو ہو یا ترکیب اور بناوٹ کے اعتبار سے جیسے جسم یا تفرقہ کے اعتبار سے دو ہوں جیسے عدد یا جمع کے اعتبار سے دو ہوں جیسے صفات یا صورت کے لحاظ سے دو ہوں جیسے مبسوطات ، یا اتصال کے اعتبار سے دو ہوں جیسے طبع وصورت یا کسی چیز کے مقابلہ میں دو ہوں جیسے جوہراور عرض یا تولداور پیدائش کے اعتبار سے دو ہوں جیسے اصل اور فرع یا امکان کے اعتبار سے دو ہوں جیسے مثل وشبہ یا مد کے اعتبار سے دو ہوں جیسے زمانہ یا حد کے اعتبار دو ہوں جیسے گمان اور نشان یا کسی چیز کو قبول کرنے کے لحاظ سے دو ہوں جیسے خاصیت یا وہم وگمان کے اعتبار سے دو ہوں جیسے کوئی مشکوک چیز کہ ہے یا نہیں ہے یا خود دو ہوں جیسے ضداور ند۔ان تمام نشان کا فرق دو ہے سوائے خدای بی مانند کے۔اور حقیقت وہ ہے کہ تم جان لو ہر وہ چیز جسکا دو تصور تمہارے سامنے آئے وہ خدا نہیں ہوسکتا بلکہ خدای عز و جل اسکا خالق ہے۔ وہ تمام شرک اور شبہ سے پاک ہے۔

☆☆☆

Lesson - 5

فصل پنجم

در شناختن مادر و پدر

مشکل الفاظ کے معانی:

شناختن ۔ پہچاننا ، پدید کردن ۔ظاہر کرنا ، شہوت ۔نفسانی خواہش ، تحمل کردن ۔ بوجھ اٹھانا ،مقصر ۔گناہ کرنے والا ، فرع ۔شاخ ، طمع داشتن ۔لالچ رکھنا ، تعہد ۔ ضامنی کرنا ، مستجاب ۔ قبول کیا گیا ، مقسوم ۔ تقسیم کی ہوئی ، بامداد ۔ صبح ، کالبد ۔ قالب

ترجمہ:

اے لڑکے جان لو کہ جب اللہ نے چاہا کہ دنیا کو آباد رکھے تو اس نے نسل کے لیے اسباب پیدا کیے ۔اور ماں باپ کی حیوانی شہوت کو فرزند کے وجود کا سبب بنایا۔پس وجود کے سبب سے اولاد پر واجب ہے ان لوگوں کا حق ادا کرے ۔ دیکھو ہرگز یہ مت کہنا کہ ماں باپ کا مجھ پر کیا حق ہے؟ ان کا مقصود اپنی شہوت کی تکمیل تھی نہ کہ میں مقصود تھا۔اس لیے کہ شہوت کے علاوہ ان لوگوں کی بہت زیادہ شفقت رہی ہے اور انھوں نے بڑی زحمتیں برداشت کی ہیں ۔ماں باپ کا ادنیٰ حق یہ ہے کہ وہ خدا اور تمہارے درمیان واسطہ ہیں پس

چاہئے کہ جس طرح تم اپنے پیدا کرنے والے کی عزت اور حرمت کرتے ہو واسطہ کی بھی اس کے شایان شان حرمت کرو۔ اور اولاد جب تک چھوٹی ہوتی ہے ماں باپ کی راہنمائی اور ان کی محبت کے حق سے خالی نہیں ہوتی ہے۔ خدائے تعالیٰ نے ان لوگوں کو اولوالامر کہا ہے۔ اور ایک قول کے مطابق میں نے تفسیر میں پڑھا ہے کہ اولوالامر سے مراد ماں اور باپ ہیں۔ اور عربی میں امر کے دو معنی ہیں حکم اور کام اور اولوالامر وہ ہوتا ہے کہ اس کے لیے حکم بھی ہوتا ہے اور طاقت بھی ہوتی ہے۔ ماں باپ کو تمہاری پرورش کی طاقت بھی ہے اور تمہیں نیکی سکھلانے کا فرمان بھی ہے۔ اے لڑکے! اللہ تعالیٰ ماں باپ کے حق کے لیے گرفت کرے گا، لوگوں کا کہنا ہے کہ امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ سے ماں باپ کے حقوق کے بارے میں پوچھا انہوں نے کہا: یہی ادب جو اللہ تعالیٰ نے پیغمبر ﷺ کے گذر جانے کے متعلق رکھا ہے۔ لوگوں نے پوچھا: وہ ادب کون سا ہے آپ نے فرمایا: اگر یہ لوگ رسول اکرم ﷺ کے زمانے کو پا لیتے تو پیغمبر ﷺ پر واجب ہوتا کہ وہ انھیں اپنے سے اونچی جگہ پر بٹھائیں، ان کی تواضع کریں اور حق فرزندی ادا کریں۔ اس وقت یہ بات جو آپ نے فرمائی کہ میں آدم کی اولاد کا سردار ہوں اور میں اس پر فخر نہیں کرتا۔ کمزور پڑ جاتی، پس اگر تو ماں باپ کو دین کے نقطہ نظر سے نہیں دیکھتا تو اپنی مردانگی کے اعتبار سے دیکھ کہ ماں باپ تیرے لیے نیکی کا سبب اور تیری پرورش کی اصل ہیں۔ اگر تو ان کے حق میں کوتاہی کرتا ہے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تو کسی بھی نیکی کا اہل نہیں ہے۔ اس لیے کہ جو کوئی اصل کی نیکی کا حق نہیں جانتا وہ نیکی کے شاخ کی قدر بھی نہ جانے گا اور ناشکری

کرنے والوں کے ساتھ نیکی کرنا بیہودہ اور بیکار عمل ہے تم خود بھی اپنی بھلائی کے طلب گار نہ بنو۔اپنے ماں باپ کے ساتھ وہی سلوک کرو جس کی تم خود اپنی اولاد سے امید کرتے ہو۔اسلئے کہ وہ جو تم سے پیدا ہوگا اس کو وہی لالچ اور امید ہوگی جو تو اپنے باپ سے کہتا ہے کہ آدمی کی مثال میوہ کی سی ہے۔اور ماں باپ درخت کی طرح ہیں تم درخت کی جس قدر دیکھ ریکھ زیادہ کروگے وہ اتنا ہی اچھا پھل دے گا۔

اور جب تو ماں باپ کی زیادہ عزت وحرمت کرے گا ان کی دعائیں تمہارے حق میں جلد قبول ہوں گی اور تو خدا کی خوشنودی سے نزدیک تر ہوگا۔اور دیکھو ہرگز میراث کے لیے باپ کی موت کے خواہاں نہ ہونا اس لیے کہ ماں باپ کی موت کے بغیر ہی جو کچھ تیری روزی ہوگی وہ مل کر رہے گی کہ روزی بٹی ہوئی ہے ہر شخص کو وہی ملے گا جو روز ازل اس کی قسمت میں لکھ دیا گیا۔تو اپنی روزی کے لیے زیادہ تکلیف مت اُٹھا کہ کوشش سے روزی زیادہ نہیں ہوتی۔اس لیے کہ کہا جاتا ہیکہ روزی اپنی قسمت سے ہے نہ کہ محنت سے اور اگر تو چاہتا ہے کہ روزی کے لیے اپنے خدائے عزوجل سے خوش رہے تو صبح کے وقت اس آدمی کو دیکھو جس کی حالت تم سے بدتر ہو تا کہ تم ہمیشہ خدائے عزوجل سے خوش رہو۔اگر مال کے اعتبار سے تو درویش ہو تو کوشش اس بات کی کرو کہ عقل میں مالدار بنے کہ عقل مالداری سے بہتر ہے کہ عقل سے مال بنا سکتے ہیں لیکن مال سے عقل حاصل نہیں کر سکتے۔اور جاہل مال سے جلد ہی مفلس ہو جاتا ہے،اور عقل مند کا مال نہ تو چور لے جا سکتا ہے اور نہ آگ پانی اسے ہلاک کر سکتے ہیں۔پھر اگر تمہارے پاس عقل ہو تو ہنر بھی سیکھ کہ ہنر کے بغیر عقل ایسی ہی ہے جیسے مرد بے لباس اور شخص بے صورت،اور ڈھانچہ بغیر جان کے ، چنانچہ لوگوں نے کہا ہے کہ ادب عقل کی صورت ہے ۔

☆☆☆

Lesson - 6

صنایع معنوی

(i) صنعت ایہام: ایہام کے لغوی معنی وہم میں ڈالنے کے ہیں لیکن اصطلاح ادب میں ایہام اس صنعت معنوی کو کہتے ہیں جس سے تخلیق کار اپنے کلامیں ایسے الفاظ لاتا ہے جس کے دو معانی نکلتے ہیں۔ایک قریب کا اور دوسرا بعید کا۔قاری کا ذہن کلام سننے کے بعد قریب کے معنی کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔جبکہ غور کرنے کے بعد پتا چلتا ہے کہ شاعر نے دراصل ان الفاظ کو دور کے معنی کے لیے استعمال کیا ہے۔جیسے درج ذیل شعر میں دیکھئے:

امشب صدای تیشہ از بیستون نیامد

گویا بہ خواب شیرین فرھاد رفتہ باشد

اس شعر میں لفظ ''شیرین'' دور اور نزدیک دونوں معنی میں استعمال ہوا ہے۔نزدیک کے معنی میں میٹھا اور دور کے معنی میں شیرین فرھاد کی معشوقہ کا معنی دیتا ہے۔

(II) حسن تعلیل: وہ صنعت معنوی ہے جس سے شاعر یا مصنف اپنے مقصد کو بیان کرنے کے لئے ایسی علت بیان کرتا ہے جو ادبی اور خوبصورت ہوتا ہے لیکن منطقی نہیں ہوتا ہے۔جیسے

از آن مردانا دھان سوختہ است

کہ بیند کہ شمع از زبان سوختہ است

مذکورہ بالا شعر میں شاعر کہتا ہے کہ کم بولنے والا انسان عقلمند ہوتا ہے۔ دلیل یہ ہے کہ زیادہ بولنے سے انسان کی اہمیت کم ہو جاتی ہے۔ جیسے عقلمند شمع کو دیکھتا ہے کہ زبان (فتیلہ) رکھنے کی وجہ وہ جلتا رہتا ہے اور وہ چپ چاپ بیٹھا رہتا ہے۔ شاعر نے اس شعر میں جس علت کو بیان کیا ہے اگر چہ وہ ادبی اور خوبصورت ہے لیکن منطقی نہیں ہے۔

(iii) صنعت تلمیح:

تلمیح کے لغوی معنی آنکھ کے ایک گوشہ کو دیکھنا ہے۔ لیکن اصطلاح ادبی میں تلمیح ایک ایسی صنعت معنوی ہے جس کے تحت شاعر اپنے کلام میں ایسے الفاظ کا استعمال کرتا ہے جو قرآن، حدیث یا کسی مشہور داستان یا حکایت کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ جیسے اس شعر میں دیکھیں

من ازآن حسن روز افزون کہ یوسف داشت دانستم
کہ عشق از پردۂ عصمت برون آرد زلیخارا

اس شعر میں شاعر نے قرآنی حکایت حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

(iv) صنعت تضاد:

صنعت تضاد کو تطبیق یا طباق بھی کہتے ہیں۔ یہ وہ صنعت معنوی ہے جس کے ذریعہ شاعر اپنے کلام دو ایسے کلمے لاتے ہیں جو معنوی طور پر ایک دوسرے کی ضد ہوتے ہیں۔ جیسے درج ذیل شعر میں دیکھئے:

درنا امیدی بسی امید است

پایان شب سیہ سپید است

اس شعر میں شاعر نا امیدی اور امید کلمے کا استعمال کیا ہے جو ایک دوسرے کی معنوی اعتبار سے ضد ہے۔ اسی طرح سیاہ اور سپید کا استعمال اس شعر میں ہوا ہے۔

(v) صنعت مراعات النظیر :

مراعات النظیر اس صنعت معنوی کو کہتے ہیں جس سے تخلیق کار ایسے الفاظ کا استعمال کرتا ہے جن کے معانی آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ سوائے تضاد کے کچھ مناسبت رکھتا ہے۔ جیسے درج ذیل شعر میں دیکھیں ؛

حافظ از باد خزان در چمن دھر مرنج

فکر معقول بفرما گل بی خار کجا است

اس شعر میں شاعر نے الفاظ باد خزان اور چمن کا استعمال کیا ہے جو ایک دوسرے سے معنوی مناسبت رکھتا ہے۔ اسی طرح گل اور خار کی مناسبت ہے۔

(vi) صنعت طباق:

صنعت طباق وہ صنعت ہے جس کے تحت شاعر اپنے کلام میں دو متقابل الفاظ کو یکجا بیان کرتا ہے۔ جیسے روز و شب، زشت و زیبا، نیک و بد وغیرہ۔ یا درج ذیل شعر کو دیکھیئے؛

شادی ندارد آنکہ ندارد بہ دل غمی
آنرا نیست عالم غم نیست عالمی

اس شعر میں شاعر نے دو متقابل الفاظ شادی اور غمی کا استعمال کیا ہے۔

☆☆☆

Lesson - 7
صنایع لفظی

(i) صنعت اشتقاق:

وہ صنعت لفظی ہے کہ شاعر یا مصنف اپنے کلام میں ایسے الفاظ کو استعمال کرتا ہے جو ایک ہی جنس کے ہوتے ہیں یا ایک دوسرے کی شبیہ ہوتے ہیں جیسے رسول، رسیل، رسایل یا خواہان، خواہش، خواہندہ یا درج ذیل شعر میں دیکھئے۔

همی توختند وهمی تاختند
همی سوختند وهمی ساختند

مذکورہ بالا شعر میں توختند اور تاختند یا سوختند اور ساختند صنعت اشتقاق کی مثال ہیں۔

(ii) صنعت طرد وعکس:

اسے تبدیل وعکس بھی کہتے ہیں۔ یہ وہ صنعت لفظی ہے کہ شاعر اپنے کلام کے اول مصرعہ میں جن الفاظ کا استعمال کرتا ہے انہیں کو الٹ پلٹ کر دوسرے مصرعہ میں استعمال کرتا ہے۔ جیسے درج ذیل شعر میں دیکھئے؛

بوستان بر سر و دارد آن نگار دلستان
آن نگار دلستان بر سر و دارد بوستان

(iii) صنعت سیاق الاعداد:

اشعار میں اعداد کا باالترتیب یا بلاترتیب ذکر کرنا صنعت سیاق الاعداد یا سیاقت الاعداد کہلاتا
ہے۔ جیسے درج ذیل شعر کو دیکھئے؛

یک دو شد از سہ حرفش چار اصل و پنج شعبہ
شش روز و ہفت اختر نہ قصر و ہشت منظر

اس شعر میں شاعر نے باالترتیب یک، دو، سہ، چار، پنج عددوں کا استعمال پہلے مصرعہ میں اور شش، ہفت، نہ اور ہشت اعداد کا بلاترتیب استعمال کیا ہے۔

(iv) صنعت قلب:

کلام دو ایسے لفظوں کا استعمال کرنا کہ اگر ایک لفظ کو الٹ دیا جائے یا ایک دوسرے کے حرفوں کو بدلا جائے تو دوسرا با معنی لفظ بن جائے اسے صنعت قلب کہتے ہیں۔ جیسے خاک کے معنی مٹی کے ہیں اگر اسے الٹ دیا جائے تو وہ کاخ بمعنی محل بن جائیگا، اسی طرح شرع سے شعر۔ درج ذیل شعر کو غور سے دیکھئے؛

شعر و عرش و شرع از ھم خاستند
تا کہ عالم زین سہ حرف آراستند

اس شعر میں عرش کا الٹا شرع ہے اور حرف کی تبدیلی سے شاعر نے لفظ شعر کا بھی استعمال کیا ہے۔

(v) صنعت تکرار:

صنعت تکرار اس صنعت کو کہتے ہیں جس میں شاعر اپنے کلام میں کسی لفظ یا جملے کو بار بار لاکر شعر میں حسن پیدا کرتا ہے۔مثال کے طور پر درج ذیل شعر کو دیکھئے؛

یار مرا غار مرا عشق جگر خوار مرا

یار توئی غار توئی خواجہ نگہ دار مرا

درج بالا شعر میں شاعر نے یار، غار، مرا لفظوں کا استعمال بار بار کیا ہے۔

☆☆☆